## سوال

(61) اللہ تعالی ہر چیز کا خالق اور اس کے سوا سب مخلوق ہے

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالی ہر چیز کا خالق اور اس کے سوا سب مخلوق ہے

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

## اللہ تعالی ہر چیز کا خالق اور اس کے سوا سب مخلوق ہے

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی آلہ وصحبہ_اما بعد:

میری طرف ایک بھائی نے لکھا ہے کہ ان کے ایک دوست نے انہیں یہ کہہ کر شبہ میں بتلا کر دیا ہے کہ وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالی آسمان، زمین عرش کرسی اور ہو چیز کا خالق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اس بھائی نے اپنے دوست کو یہ جواب دیا کہ تمہاری بات کا پہلا حصہ تو ٹھیک ہے لیکن دوسرا حصہ ٹھیک نہیں اور اس کے بارے میں کسی مسلمان کو بات کرنا زیب نہیں دیتا لہذا تمہیں اسی قدر کافی ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافی تھا، علم کے سمندر ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی اس طرح کا سوال نہیں کیا تھا، نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالی نے خود اپنے بارے میں فرمایا ہے:

لَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ ۖ وَهُوَ السَّميعُ البَصيرُ (الشوری ۱۱/۴۲)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔''

نیز فرمایا: هُوَ الأَوَّلُ وَالءاخِرُ وَالظّـٰهِرُ وَالباطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيءٍ عَليمٌ

(الحدید ۵۷/۳)

''وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات کے لحاظ سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔''

اس بھائی نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس شبہ کا میں جواب دوں، لہذا اس کا میری طرف سے جواب حسب ذیل ہے:

خوب اچھی طرح جان لیجئے۔ ۔ ۔ اللہ تعالی مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو دین میں سمجھ بوجھ اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ ۔ ۔ کہ شیاطین انس و جن مسلمانوں کو بہت سے شبہات میں بتلا کرتے رہے اور کرتے رہیں گے، ان کا مقصود یہ ہے کہ حق میں تشکیک پیدا کر کے مسلمانوں کو ایمان کے نور سے نکال کر کفر کی ظلمتوں کی طرف لے آئیں، لیکن کافر باطل عقیدہ پر جمے رہیں، یہ بات اس اللہ کے علم وقدرت میں تھی کہ ایسا بھی ہوگا کہ جس نے اس دنیا کو آزمائش وامتحان کا گھر اور حق وباطل کی کشمکش کا مقام بنایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہدایت کا طالب کون ہے اور کون نہیں ہے، سچا کون ہے اور جھوٹا کون، مومن کون ہے اور منافق کون، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

الم ١ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ٢ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (العنکبوت ٦٥/٢٩)

''الم O کیا یہ لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے، چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے) سو اللہ ان کو ضرور ظاہر کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔''

اور فرمایا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ

(محمد ٤٧/٣١)

''اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائیں گے تاکہ جو تم میں سے جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں، ان کو معلوم (ظاہر) کریں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔''

نیز فرمایا:

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ (الانعام ٦/١٢١)

''اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔''

اور فرمایا:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ١١٢ وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ (الانعام ٦/١١٢-١١٣)

''اور اس طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا، وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے، تو ان کو اور جو کچھ یہ افتراء کرتے ہیں، اسے چھوڑ دو اور (وہ ایسے کام) اس لئے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ان کی باتوں پر مائل ہوں اور وہ انہیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے، وہی کرنے لگیں۔''

پہلی، دوسری اور تیسری آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ واضح فرمایا ہے کہ وہ ہر مدعی ایمان کی آزمائش کرتا رہتا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ وہ اپنے دعوی ایمان میں سچا ہے یا نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اس نے ہم سے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تاکہ وہ سچے اور جھوٹے کو جان لے، یہ آزمائش مال، فقر، مرض، صحت اور دشمن کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے اور ان مختلف شبہات کی صورت میں بھی شیاطین جن وانس پیدا کرتے ہیں، اس قسم کی آزمائش کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ دعوی ایمان میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون

اوراللہ تعالی یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ یہ ظاہر اور بیرونی طور پر موجود ہے یا نہیں ، حالانکہ اپنے علم سابق کے اعتبار سے اللہ تعالی کو یہ بات پہلے سے بھی معلوم ہے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالی کے علم میں ہے ، جیساکہ اس نے ارشاد فرمایا ہے :

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطلاق ۶۵/۱۲)

''تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ، اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے ۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوقات کی تقدیروں کا اندازہ آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے مقرر فرمادیا تھا اوراس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا

( صیح مسلم ) لیکن اللہ عزوجل اپنے علم سابق کی بنیاد پر اپنے بندوں کا مواخذہ نہیں کرتا بلکہ وہ بندوں کے اعمال کو معلوم کرنے کے بعد ان کا مواخذہ کرتا یا انہیں اجروثواب سے نوازتا ہے حالانکہ بندوں کے اعمال کا اسے پہلے سے علم ہے لیکن وہ بندوں سے جزاوسزا کا معاملہ ان کے اعمال کے خارج میں ظہورپذیر ہونے کے بعد کرتا ہے ۔ چوتھی ، پانچویں اور چھٹی آیت میں اللہ تعالی نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ شیاطین اپنے رفیقوں کے دلوں میں انواع واقسام کے شبہات اور ملمع سازی کی ایسی باتیں ڈالتے ہیں جن سے وہ اہل حق کو دھوکا دے سکیں تاکہ ان لوگوں کے دل ان کی باتوں کی طرف متوجہ ہوں جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہے اور وہ ان باتوں سے خوش ہوں ، اپنی معرکہ آرائیوں کو جاری رکھ سکیں اور حق کو باطل کے ساتھ ملادیں ، حق کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کردیں ، انہیں ہدایت سے روک دیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالی ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے ۔ اللہ سبحانہ وتعالی اپنی رحمت سے اپنے کچھ ایسے بندوں کو بھی توفیق دیتا ہے جوان شیطانوں اوران کے رفیقوں کے پھیلائے ہوئے شبہات کو طشت ازبام کردیتے ہیں اور براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ کے ساتھ ان کے باطل نظریات کا پردہ چاک کردیتے ہیں تاکہ وہ حجت تمام کردیں ، عذر ختم کردیں اور پھر اللہ تعالی نے جوکتاب نازل فرمائی ہے ، یہ بھی تو ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کررہی ہے ، جیساکہ اس نے فرمایا ہے :

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (النحل ۱۶/۸۹)

''اور ہم نے آپ پر ( ایسی ) کتاب نازل کی ہے کہ ( اس میں ) ہر چیز کا بیان ( مفصل ) ہے اور مسلمان کے لئے ہدایت ، رحمت اور بشارت ہے ۔''

اور فرمایا : وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا (الفرقان ۳۳/۲۵)

''اور یہ لوگ آپ کے پاس جو ( اعتراض کی ) بات لاتے ہیں ہم آپ پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں ۔''

بعض سلف نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر اس دلیل کو شامل ہے جو اہل باطل قیامت تک پیش کریں گے ۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''یارسول اللہ ! ہمارے دل میں کبھی ایسی باتیں آتی ہیں ، جنہیں زبان پر لانا ہم بہت مشکل سمجھتے ہیں ؟ '' فرمایا ''کیا یہ صورت تم میں پیدا ہوگئی ہے ؟ ''صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''جی ہاں '''' یہ تو صریح ایمان ہے ۔ ''بعض اہل علم نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسان کے دل میں شیطان کبھی ایسے شکوک ووسوسے پیدا کرتا ہے کہ ان کی خرابی اور قباحت کی وجہ سے انہیں زبان پر لانا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے حتی کہ انہیں زبان پر لانے سے یہ کہیں آسان معلوم ہوتا ہے کہ انسان آسمان سے گرپڑے ، لہذا مرد مومن کا ان وسوسوں کو منکر سمجھنا ، ان کو بہت برا سمجھنا اوران کے خلاف جنگ کرنا صریح ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالی کی ذات گرامی اوراس کے کمال اسماء وصفات پر سچے ایمان اوراس بات پر ایمان کہ اس کا کوئی مثیل ونظیر نہیں اور وہ خلاق ، علیم ، حکیم اور خبیر ہے ، کا بھی یہ تقاضا ہے کہ مرد مومن ان شکوک وشبہات کا انکار کردے ، ان کے خلاف جنگ کرے اوران کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھے ۔ بلاشک وشبہ آپ کے دوست نے جو ذکر کیا یہ اسی قسم کے وسوسوں میں سے ہے ، آپ نے اس کا اچھا جواب دیا ہے اور صحیح طریقہ سے اس کی تردید کی ہے ۔ اللہ تعالی آپ کو مزید علم وتوفیق سے نوازے ۔

اس سوال کے جواب کے سلسلہ میں ، اس مسئلہ کے بارے میں وارد بعض احادیث اور اہل علم کے کلام کے بعض حوالہ جات ان شاء اللہ تعالی اب میں ذکر کروں گا تاکہ آپ کے لئے

اورشبہ میں مبتلا آپ کے دوست کے لئے صورت حال واضح ہوجائے اوریہ بھی معلوم ہوجائے کہ اس قسم کے شبہات کے پیدا ہونے کے وقت ایک مومن کے لئے کیا واجب ہے ،اللہ تعالی کی توفیق وعنایت سے اس موضوع سے متعلق کچھ دیگر ضروری باتیں بھی ذکر کی جائیں گی۔

وہو سبحانہ ولسی التوفیق والہادي الی سوآء السبیل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الجامع الصیح ''مع فتح الباری ص ۳۳۶ ج ۶ طبع مطبعہ سلفیہ ) کے ''باب صفۃ ابلیس وجنووہ ''میں فرماتے ہیں (یحیی بن بکیر ،لیث، عقیل ،ابن شہاب، عروہ بن زبیر کی سند کے ساتھ ) کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے اوریہ کہتا ہے کہ اس چیز کوکس نے پیدا کیا ، اس کوکس نے پیدا کیا حتی کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے رب کوکس نے پیدا کیا ؟جب کوئی آدمی یہاں تک پہنچ جائے تووہ اللہ تعالی کی پناہ چاہے (استغفار پڑھے ) اوررک جائے ''پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صیح البخاری (مع فتح البخاری ص ۲۶۴ جلد ۱۳ ) کتاب الاعتصام میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کا خالق کون ہے ؟''امام مسلم نے صیح مسلم (مع شرح النووی ص ۱۰۴ ج ۲ ) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے جو قبل ازیں ہم صیح بخاری کے حوالے سے ذکر کر آئے ہیں نیز انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث بھی ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالی نے تو مخلوق کو پیدا فرمایا لیکن اللہ تعالی کوکس نے پیدا کیا ہے ۔جو شخص اس طرح کی کوئی بات پائے تووہ یہ کہے کہ

((امنت باللہ ورسلہ )) میں اللہ تعالی اوراس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔''

اس کے بعد امام مسلم نے اس حدیث کو کچھ دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی روایت کیا ہے اور پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے، ''آپ کی امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے ،یہ کیا ہے حتی کہ وہ بھی کہنے لگیں گے کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا فرمایا لیکن اللہ تعالی کوکس نے پیدا کیا ہے ؟''امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اورانہوں نے کہا کہ ہم اپنے نفسوں میں کچھ ایسی باتیں پاتے ہیں کہ جنہیں زبان پر لانا بہت بڑا کام محسوس ہوتا ہے ۔آپؐ نے فرمایا 'کیا تم نے یہ صورت حال پالی ہے ؟''صحابہ کرامؓ نے جواب دیا ''جی ہاں ''توآپ ﷺ نے فرمایا ''یہ توصریح ایمان ہے۔''پھر امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے وسوسہ کے بارے میں پوچھا گیا توآپؐ نے فرمایا کہ ''یہ تو محض (خالص ) ایمان ہے۔''امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مسلم ''میں ان احادیث کے ذیل میں فرمایا ہے کہ جہاں تک ان احادیث کے معانی اورفقہ کا تعلق ہے توان میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ ''یہ توصریح ایمان ہے 'یہ محض ایمان ہے۔''توان کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا ان باتوں کے زبان پر لانے کو بہت بڑا سمجھنا صریح ایمان ہے کہ اسے بڑا سمجھنا اورعقیدہ رکھنا توبڑی دور کی بات ہے ،شدت خوف کی وجہ سے اسے زبان پر لانے کو بھی بہت گراں سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان یقینا مکمل اورتمام شکوک وشبہات سے پاک ہے ،دوسری روایت میں اگرچہ اس بات کو بڑا سمجھنے کا ذکر نہیں ہے لیکن اس سے بھی مراد یہی ہے ،یہ گویا پہلی روایت ہی کا اختصار ہے ۔یہی وجہ ہے کہ

امام مسلم نے پہلی روایت کو پہلے ذکر فرمایا ہے ۔اس حدیث کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ شیطان جب انسان کو گمراہ کرنے سے مایوس ہوجاتا ہے تووہ اس کے دل میں وسوسے ڈال کر اسے پریشان کرنے کی کوشش کرتا ہے ،جب کہ وہ کافر کے پاس جیسے چاہتا ہے آتا جاتا ہے اوراس کل سلسلہ میں صرف وسوسہ پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ تووہ جس طرح چاہتا ہے ،کھیلتا ہے تواس اعتبار سے حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ وسوسہ کا سبب محض ایمان ہے یا یہ کہ وسوسہ ایمان کے خالص ہونے کی علامت ہے ،چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا محسوس کرے تووہ یہ کہے کہ

''امنت باللہ ''اوردوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالی کی پناہ چاہے اوراس وسوسہ سے رک جائے تواس کے معنی یہ ہیں کہ اس باطل خیال کو جھٹک دے اوراس کے ازالہ کے لئے اللہ کی طرف توجہ کرے ۔امام زری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے حکم یہ دیا ہے کہ وسوسوں کو نظر واستدلال کے طریق

سے باطل قرار دینے کی بجائے ان سے اعراض کرکے اور انہیں جھٹک کر دور کرنا چاہئے تو اس سلسلہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وسوسوں کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جو مستقل نہیں ہیں اور نہ وہ شبہات کی پیداوار ہیں تو اس قسم کے وسوسوں کو اعراض اور روگردانی کے ذریعہ ختم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ پہلی حدیث کو اسی معنی پر محمول کیا جائے گا اور اس طرح کی کفیت کو وسوسہ کا نام دیا جائے گا، گویا جب کسی اصل کے بغیر کوئی امر طاری ہو تو اسے دلیل پر غوروفکر کئے بغیر رد کردیا جائے گا کہ اس کا کوئی اصل ہے ہی نہیں کہ اس کا جائزہ لیا جائے لیکن اس کے برعکس جو وسوسے شبہات کی پیداوار ہیں، انہیں باطل قرار دینے کے لئے نظر واستدلال ہی کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

نبی کریم ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالی کی پناہ چاہے اور اس سے رک جائے۔'' تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ وسوسہ پیدا ہو تو آدمی کو چاہئے کہ اس کے شر کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور اس کے بارے میں غوروفکر سے باز رہے اور جان لے کہ یہ خیال باطل شیطانی وسوسہ ہے اور شیطان کی یہ کوشش ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرکے فتنہ وفساد میں مبتلا کردے لہذا وسوسہ کی طرف مائل ہونے سے فوراً اعراض کرنا چاہئے اور اسے ختم کرنے کے لئے اسے ذہن سے جھٹک کر آدمی کو چاہئے کہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائے۔

(شرح صحیح مسلم از امام نووی، ص: ۱۵۶)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں اس جواب کے شروع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا، جب یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالی کی پناہ مانگے اور رک جائے۔'' یعنی اس وسوسہ کو مزید جاری رکھنے سے رک جائے، اس کے ازالہ اور خاتمہ کے لئے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور جان لے کہ اس وسوسہ کے ذریعے شیطان اس کے دین وعقل کو خراب کرنا چاہتا ہے لہذا کسی دوسری بات میں مشغولیت اختیار کرکے اسے ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب شیطان وسوسہ ڈالے اور انسان اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہوئے اس وسوسہ کو مزید وسعت دینے سے رک جائے، تو وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔ انسان کا انسان کے ساتھ معاملہ ہو تو اسے حجت وبرہان کے ساتھ خاموش کیا جاسکتا ہے کیوں کے انسان کے ساتھ کلام سوال وجواب کی صورت میں ہوتا ہے اور یہ کلام محدود ہوتا ہے۔ اگر انسان صحیح اسلوب اختیار کرے اور صحیح دلیل پش کرے تو مدمقابل جو انسان ہو وہ خاموش ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس شیطان کے وسوسہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ انسان جب ایک دلیل دیتا ہے تو شیطان اس کے مقابلہ میں دوسری دلیل پش کرتا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے حتی کہ انسان حیران وپریشان ہو جاتا ہے۔ ((نعوذ باللہ ذلک))

خطابی فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کہنا کہ ''تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔'' یہ ایک بے معنی کلام ہے جس کا آخری حصہ پہلے کے مخالف ہے کیونکہ جو خالق ہو اس کے لئے یہ محال ہے کہ وہ مخلوق ہو۔ اس سوال کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس سے تسلسل لازم آتا ہے اور وہ محال ہے اور عقل نے یہ ثابت کیا ہے کہ محدثات کسی محدث کی محتاج ہیں اور اگر محدث بھی کسی اور محدث کا محتاج ہو تو وہ محدث نہ رہا بلکہ وہ بھی محدثات میں سے ہوگیا۔ علامہ خطابی نے یہاں جو شیطانی وسوسہ اور انسانی کلام میں فرق کیا ہے یہ محل نظر ہے کیونکہ صحیح مسلم میں جو حدیث ہشام بن عروۃ عن ابیہ کی سند سے ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص اس طرح کی کوئی بات پائے تو وہ یہ کہے کہ

امنت باللہ ''میں اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہوں'' تو اس حدیث میں اس بات میں غوروغوض کو جاری رکھنے سے منع فرمادیا ہے اور اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کیا کہ سائل بشر ہے یا کوئی اور۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے بارے میں مجھ سے دو آدمیوں نے پوچھا لیکن جب سوال ہی بے معنی تھا تو وہ جواب کا مستحق نہ تھا یا اس قسم کے وسوسہ سے رک جانا اسی طرح ہے جس طرح صفات وذات باری کے بارے میں غوروغوض سے روک دیا گیا ہے۔ علامہ مازری بیان کرتے ہیں کہ وسوسوں کی دو قسمیں ہیں (۱) جو مستقل نوعیت کے نہیں ہوتے اور نہ وہ شبہ کی پیداوار، انہیں اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ ان سے روگردانی کرلی جائے جیسا کہ حدیث میں ہے، اس قسم کے خیا کو وسوسہ کے نام

سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (۲) وہ خیالات جو مستقل نوعیت کے ہوتے ہیں اور شبہات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں، ان کا ازالہ نظر واستدلال سے کیا جاتا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم یہ ہے کہ وسوسہ کے وقت اللہ تعالی کی پناہ طلب کی جائے اور کسی دوسرے کام میں مشغولیت اختیار کرلی جائے لیکن اس کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور دلیل دی جائے کیونکہ اس بات کا علم کہ اللہ عزوجل اپنے موجد سے بے نیاز ہے، ایک ضروری امر ہے جس میں کسی قسم کے مناظرہ کو کوئی گنجائش نہیں اور پھر اس مسئلہ میں زیادہ سوچ بچار کرنے سے انسان کی حیرت میں اضافہ ہوگا اور جس کا یہ حال ہو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور اسی کی ذات گرامی کے ساتھ وابستگی اختیار کرے۔ اس حدیث میں ایسے امور کے بارے میں کثرت سوال کی مذمت کا اشارہ بھی ہے، جن سے آدمی کو کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ ان سے بے نیاز ہو، اس حدیث میں نبوت کی صداقت کی یہ دلیل بھی ہے کہ جن باتوں کے وقوع پذیر ہونے کی آپ نے پیش گوئی فرمائی، وہ واقع ہو کر رہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''موافقۃ صحیح المنقول لصریح المعقول ''میں فرماتے ہیں کہ لفظ تسلسل سے مراد تسلسل فی الموثرات ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ کہ حادث کو کوئی فاعل اور فاعل کا پھر کوئی فاعل ہو۔۔۔ اور یہ بات صریح عقل اور اتفاق عقلاء کی روشنی میں باطل قرار پائی ہے اور یہی وہ تسلسل ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگی جائے۔ اس سے آپؐ نے رک جانے کا حکم بھی دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس موقع پر یہ کہا جائے کہ

امنت باللہ جیسا کہ صیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو کس نے پیدا کیا حتی کہ وہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ''آپؐ نے فرمایا ''آدمی جب یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالی کی پناہ مانگے اور رک جائے۔ ''اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ''لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ بات بھی پوچھیں گے کہ اللہ تعالی نے تو مخلوق کو پیدا فرمایا ہے لیکن اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی مسجد ہی میں تھا کہ میرے پاس کچھ بدوی لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ ابوہریرہ! یہ مخلوق تو اللہ تعالی نے پیدا فرمائی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی کو کس نے پیدا فرمایا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر ان پر دے ماریں اور کہا کہ کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ، میرے خلیل (ﷺ) نے بالکل سچ فرمایا تھا ''صیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے، ''آپ کی امت کے لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے؟ حتی کہ وہ کہیں گے کہ اس مخلوق کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے تو اللہ تعالی کو کس نے پیدا کیا؟''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے مقصود پورا ہوگیا۔ شاید اب سائل اور اس کے دوست کے سامنے بات واضح ہوگئی ہو جس نے یہ شبہ پیش کیا تھا۔ ہم نے آیات، احادیث اور اہل علم کے جن اقوال کو ذکر کیا ہے ان سے اس شبہ کا نہ صرف یہ کہ ازالہ ہو جاتا ہے بلکہ یہ اس شبہ کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر اسے بالکل باطل کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا نہ کوئی شبیہ ہے، نہ ہمسر اور نہ شریک۔ وہ اپنی ذات، اسماء، صفات اور افعال میں کامل ہے، وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق۔ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مقدس میں اپنے رسول امین ﷺ کی زبانی ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا ہے جس کا اللہ سبحانہ وتعالی کے حوالے سے اعتقاد رکھنا واجب ہے اور ہمیں وہ سب کچھ بھی بتا دیا ہے جس سے ہمیں اللہ تعالی کی ذات گرامی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ یہ معرفت اس کے اسماء وصفات اور اس کی پیدا کردہ اور صاف نظر آنے والی نشانیوں سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کی پیدا کردہ انہی نشانیوں میں سے خود انسان کا اپنا وجود بھی ہے کہ یہ بلاشبہ ایک ایسی نشانی ہے جو اللہ تعالی کی قدرت وعظمت اور اس کے کمال علم وحکمت پر دلالت کناں ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (آل عمران ۳/۱۹۰)

''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔''

نیز فرمایا:

وَفِی الْاَرْضِ اٰیَاتٌ لِّلْمُوقِنِینَ ۲۰ وَفِی اَنفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُونَ (الذاریات ۵۱/۲۰۔ ۲۱)

''اوریقین کرنے والوں کےلئے زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفوس میں بھی، توکیا تم دیکھتے نہیں؟ ۔''

باقی رہی اللہ تعالی کی ذات گرامی کی حقیقت وکیفیت اوراس کی صفات کی کیفیت ، تواس کا تعلق اس علم غیب سے ہے جس پر اللہ تعالی نے ہمیں مطلع نہیں فرمایا، اس پر ایمان لانا ،اسے تسلیم کرنا اوراس میں غوروغوض کرنا واجب ہے جیسا کہ ہمارے سلف صالح ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اورتابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں غوروغوض نہیں کیا، نہ اس کے بارے میں سوال کیا بلکہ ان کا اللہ تعالی کی ذات گرامی پر اوراس پر جواس نے اپنی کتاب میں اپنے بارے میں فرمایایاجسےاپنے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبانی بیان فرمایا، ایمان تھا اوراس پر انہوں نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کیا، ان کا ایمان تھا کہ اللہ سجانہ وتعالی کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اوروہ سمیع وبصیر ہے۔

جو شخص بھی اس طرح کا کوئی وسوسہ محسوس کرے یااس کے سامنے اس طرح کوکوئی وسوسہ پش کیا جائے تواسے چاہئے کہ اسے زبان پرلانے کوبہت بڑا سمجھے اوردل کی

انتھاہ گہرائیوں سے اس قسم کے وسوسوں کو مسترد کردے اوریہ کہے کہ اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں ، نیز شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کےلئے اللہ تعالی کی پناہ چاہے، وسوسوں کو جھٹک دے اوران سے فورا اعراض کرلے جیسا کہ سابقہ ذکر کی گئی احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے اورآپؐ نے فرمایا ہے کہ ان وسوسوں کو بڑا سمجھنا اورانہیں ردکردینا صریح ایمان ہے اوراس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے یہ بھی تلقین فرمائی ہے کہ اس باب میں سوال کرنے والوں کے ساتھ گفتگو کو طول بھی نہیں دینا چاہئے کیونکہ اس موضوع میں طول کلام ، انسان کو بہت زیادہ شر اور نہ ختم ہونے والے شکوک وشبہات تک پہنچادے گا۔ شکوک وشبہات اور وسوسوں کے خاتمہ اوران سے محفوظ رہنے کےلئے سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی جائے، آپ ﷺ کے ارشادات کو مضبوطی سے تھام کرانہی کے ساتھ وابستگی اختیار کی جائے اوران مسائل میں غوروغوض نہ کیا جائے اوریہ طرز عمل اللہ تعالی کے اس ارشاد گرامی سے بھی ہم آہنگ ہے کہ :

وَاِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيطـٰنِ نَزغٌ فَاستَعِذ بِاللَّهِ ۖ اِنَّهُ هُوَ السَّميعُ العَليمُ (فصلت ۳۶/۴۱)

''اوراگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تواللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔''

اللہ سجانہ وتعالی کی پناہ مانگنا، اس کی طرف رجوع کرنا اوران باتوں غوروخوض نہ کرنا جنہیں وسوسہ پیدا کرنے والوں ، باطل کلام پش کرنے والے فلسفیوں اوران کے نقش قدم پرچلنے والے دیگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور علم غیب کے باب میں کسی حجت وبرہان کے بغیر مشہور کررکھا ہے۔ یہ اہل حق وایمان کا طریقہ ہے اوریہی سلامتی، نجات اور شیاطین جن وانس کے مکروفریب سے محفوظ رہنے کا طعیقہ ہے۔ اللہ تعالی مجھے، آپ کواور تمام مسلمانوں کو شیطان کی وسیسہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے جب بعض لوگوں نے وسوسہ کے باری میں سوال کیا توانہوں نے جواب دینے کی بجائے انہیں کنکریاں ماریں اورکہا کہ میرے خلیل (ﷺ) نے بالکل سچ فرمایا تھا۔

اس سلسلہ میں مومن کےلئے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرے اورخوب تدبر سے کام لے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالی کی صفات، اس کی عظمت اوراس کے وجود کے بارے میں ایسے ایسے دلائل ہیں جو دلوں کو ایمان، محبت اور تعظیم سے بھردیتے ہیں اورجن سے یہ پختہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے کہ اللہ سجانہ وتعالی ہی ہر چیز کا رب اورمالک ہے۔ وہی ہر چیز کا خالق وعالم ہے، اس کے سوانہ کوئی معبود ہے اورنہ رب۔ اسی طرح مومن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی سے یہ دعا بھی بکثرت کرتا رہے کہ اللہ تعالی اسے مزید علم نافع، بصیرت وفراست اورحق پرثابت قدمی عطا فرمائے اورہدایت کے بعدکج روی سے بچائے۔ اللہ تعالی نے خوداپنے بندوں کو یہ توجہ دلائی ہے کہ وہ اس سے سوال کریں، دعامانگنے کی اس نے ترغیب دی اوراپنے بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازنے کا اس نے وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے :

وَقالَ رَبُّكُمُ ادعونى أَستَجِب لَكُم ۚ اِنَّ الَّذينَ يَستَكبِرونَ عَن عِبادَتى سَيَدخُلونَ جَهَنَّمَ داخِرينَ (غافر ۴۰/۶۰)

''اور تمہارے پروردگارنے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرومیں تمہاری (دعا) قبول کروں گا جولوگ میری عبادت سے ازراہ تکبر اعراض کیا کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہوکر

داخل ہوں گے۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں، آپ کو، آپ کے دوست کو اور تمام مسلمانوں دین کی فقاہت (سمجھ) اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ ہم سب کو گمراہ کن فتنوں اور شیاطین جن وانس کی وسیسہ کاریوں اور وسوسوں سے محفوظ رکھے، وہی قادر وکارساز ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' وصلی اللہ علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد' وعلی آلہ وصحبہ

**فتاوی مکیہ**